۲۱ ستمبر ۱۹۸۱ء

THE MESSENGER FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پندرہ روزہ پیغامبر کینیڈا

پبلشر و ایڈیٹر سہیل اختر

فون نمبر Tel. (416) 267-8006

جلد ۵ شمارہ ۱۹

بھارت نے ۱۹۷۱ء کی جنگ کے بعد فوجی طاقت میں دو گنا اضافہ کرلیا

دو طالب علم حشیش گرفتار

پشاور (پ پ) حشیش اسمگل کرنے کے الزام میں ... کے دو طالب علم گرفتار کر لئے گئے۔ یہ دونوں ... حشیش یورپ اسمگل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پاکستان کو امریکی اسلحہ کی سپلائی سے بھارت کو خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ مسٹر پیئرک

بھارت دنیا میں اسلحہ کا چوتھا بڑا کارخانہ ہے۔ روس توسیع پسندی پر عمل پیرا ہے

پاکستان کو اسلحہ کی سپلائی سے برصغیر پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ اندرا گاندھی

[illegible]

نہ قیمتوں سے کنٹرول اٹھایا جاتا، نہ نرخ بڑھتے، نہ دالوں کی قلت ہوتی

پنجاب میں کنٹرول ختم ہوا تو کراچی کو رسد کم ہوگئی

اب کراچی کو دالوں کی سپلائی بہتر بنانے کے لئے نرخوں میں اضافے کا راستہ اپنایا گیا ہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ... [illegible]

سٹیزن شپ سرٹیفکیٹ دینے سے انکار

کراچی ... [illegible]

ایک سال میں دالوں کی قیمت میں ڈھائی سو فیصد اضافہ

گندم کی قیمت میں دس فیصد اور چاول کی قیمت میں ۳۷ فیصد اضافہ ہوا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ... [illegible]

بیرون ملک سے پاکستانیوں کی بھیجی جانے والی رقم دو ارب ڈالر سے بھی بڑھ گئی

پاکستانیوں کی طرف سے بھیجی جانے والی رقوم میں اضافے کی شرح ۵ء۲۳ فیصد سالانہ ہے

کراچی (پی پی آئی) ... [illegible]

چھاگلا مرحوم کا ہارمونیم

قومی ترانے کے بارے میں مواد

ادارہ سندھیات کو عطیہ دے دیا گیا

حیدرآباد ... [illegible]

پاکستان میں سائنسی تحقیق کے تین بین الاقوامی مراکز قائم ہوں گے

اسلام آباد کے مرکز میں اساتذہ کو اعلیٰ سائنسی تعلیم دینے کی تربیت دی جائے گی۔ پروفیسر عبدالسلام

کراچی ... [illegible]

الزام یا آئینہ؟

[illegible]

پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تجارت

۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران ۷ ارب سے زائد روپے کی تجارت ہوئی

چاول، پھل، سلے سلائے کپڑے اور دوسری مصنوعات برآمدات میں شامل ہیں

کراچی (پی پی آئی) ... [illegible]

"کانٹوں کی زبان" کی تقریب آج ہوگی

کراچی ... [illegible]

امریکہ میں ۲۰ ہزار غیر قانونی پاکستانیوں کا مستقبل؟ صفحہ ۶ پر

کرنیں

نسیم نازی

آنسو جاتنے بھی کتنے طبیب ہیں۔ کسی کو ذہنی طور پر اور کسی کو روحانی طور پر مرہ کر دیتے ہیں۔ کمزور دل تو جسمانی طور پر ختم ہو کر اس جہان سے کوچ کر جاتے ہیں۔

ملک گلزار حسین

- بے کار ہے وہ پردہ جس میں حیا نہیں۔
- بے کار ہے وہ اولاد جس میں والدین کی فرماں برداری نہ ہو۔
- بے کار ہے وہ آنسو جس میں خوف نہیں۔
- بے کار ہے وہ سجدہ جس میں اثر نہ ہو۔
- بے کار ہے وہ انسان جس میں ہنر نہ ہو۔
- بے کار ہے وہ دولت جس میں سخاوت نہ ہو۔
- بے کار ہے وہ جبیں جس میں شوقِ سجدہ نہ ہو۔

ایم صادق ملک

اے دل! ذرا انصاف کر۔ اگر ایک یہودی طبیب تجھ سے یہ کہہ دے کہ تیرے لیے فلاں چیز مضر ہے تو تو اس پر ایمان لے آتا ہے۔ اور اس غذا کو چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن تو انبیاء کی بات نہیں مانتا۔ اسی طرح اگر ایک بچہ تجھے مطلع کرے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو ہے تو تو دلیل مانگے بغیر کپڑے اتار پھینکتا ہے۔ لیکن اگر پیغمبر تجھ سے یہ کہتا ہے کہ تیرے فلاں عمل میں آگ جہنم، زقوم اور حمیم پنہاں ہے تو تو ان سے ہزار دلیل مانگتا ہے۔

محمد حسین جیلی

ہارون الرشید کو راستے میں ایک بدو مل گیا۔ کہنے لگا: اے امیر المومنین! میں ایک بدو ہوں۔ ہارون نے کہا: تعجب نہیں۔ اس نے کہا: میں حج کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ ہارون نے کہا: راستہ فراخ ہے، خوشی سے جاؤ۔ اس نے کہا: میرے پاس زادِ راہ نہیں۔ ہارون نے کہا: تو حج تجھ پر فرض نہیں ہے۔ بدو بولا: اے امیر المومنین! میں آپ سے بخشش طلب کرنے آیا ہوں، نہ کہ فتویٰ۔ ہارون الرشید ہنس پڑا اور اسے انعام دینے کا حکم دیا۔

ایم رشاد

تو اللہ کے سامنے کیوں نہیں جھکتا، کل پر ٹالنے کا فائدہ؟ آج کا دن بھی تو دیروز گذشتہ کا کل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آج کا دن تیرا آخری دن ہو۔ کیا تو ایسے دن کی تلاش میں ہے جب نفس کی مخالفت آسان ہو جائے۔ اللہ نے ایسا دن پیدا ہی نہیں کیا۔ جنت مصائب و آلام میں محصور ہے اور اس کا حصول کبھی آسان نہیں ہو سکتا۔ انسانی خواہش ایک خاردار پودا ہے۔ اگر اسے آج نہ اکھیڑا گیا تو کل ایک تناور درخت بن جائے گا۔

فرحانہ

آپ کی بیزاری بھی صحیح ہے۔ ایک سچے اور مخلص ساتھی کی کمی رفتہ رفتہ آپ کو احساسِ کمتری میں مبتلا کرتی جا رہی ہے۔ آپ کے حوصلے ماند پڑتے جا رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ مگر میری نظر میں دو دل کہ سب دنیا کے برابر ہیں۔ ایک محبوب دوست، ایک مخلص ہمراز، ایک پرخلوص آواز، پیار کی ایک نظر، پرعزم مسکراہٹ کی ایک جھلک، پرامید گفتگو کا ایک فقرہ، ہمت افزا تحریر کا ایک ورق، محبت کی پرُ نور شعاعوں کا جھلملاتا سا عکس، ایک ہمدرد ہاتھ کی ہڑی تعاون کا ایک لفظ۔ انسان کو آفاق کی ان وسعتوں میں لے جاتا ہے۔ جہاں افق کی تمام حدود سمٹ جاتی ہیں۔

جو سیاست قرآن کے منبع فیض سے سیراب نہیں ہوتی وہ سراب سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اور جس نظامِ حیات کی بنیاد قرآن نہیں وہ ذلت و خواری کے جہنم کے سوا کچھ نہیں۔

عابد

مجبوریوں پہ اشک بہانا کبھی کبھی
اس کے بغیر کیا ہے مرے اختیار میں

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

(۱) والذین یرمون .... ھم الفاسقون (سورۂ نور ع ۱)	(۱) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر عیب لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں پیش کر سکتے تو مارو ان کے اسّی کوڑے اور کبھی ان کی کوئی گواہی نہ قبول کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔
(۲) اذ تلقونہ .... مومنین (سورۂ نور ع ۲)	(۲) جب تم اس بہتان کو اپنی زبانوں پر لانے لگے اور اپنے منہ سے وہ باتیں کہنے لگے جن کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم اسے ہلکی بات سمجھے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی اور جب تم نے سنا تھا اسی وقت کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات زبان سے نکالیں۔ تو پاک ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو اس جیسی بات پھر کبھی نہ کرنا۔
(۳) ان الذین .... والآخرۃ (سورۂ نور ع ۲)	(۳) جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی باتوں کا چرچا مسلمانوں میں پھیلا رہے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

یہ کلام مجید کی تین آیتیں ہیں اور آپ جس فرقہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں اگر مسلمان ہیں تو کلام مجید کی ہر آیت پر یقیناً ایمان رکھتے ہوں گے۔ پہلی آیت میں یہ ہے کہ بغیر چار چشم دید گواہوں کے کسی پاکدامن مسلمان خاتون کی عصمت پر عیب لگانے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان کے اسّی کوڑے مارے جائیں اور آئندہ عمر بھر کے لیے ان کی گواہی غیر معتبر اور مردود ٹھہر جائے اور اللہ کی طرف سے اس کا اعلان ہوتا ہے کہ ایسے تہمت لگانے والے فاسق ہیں۔ دوسری آیت میں اُم المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ کی بابت ایک بیہودہ روایت پھیلانے والوں سے خطاب ہے کہ جس الزام کا تمہارے پاس قطعاً کوئی ثبوت نہ تھا تم نے اپنی زبان سے اس کا چرچا کیوں کیا اور اس روایت کے گڑھنے والوں سے توڑا کیوں نہ دیا کہ ہم ایسی بیہودہ بات زبان سے نہیں نکال سکتے اور آئندہ کے لیے کسی پاکدامن مسلمان بیوی کی عزت و ناموس کی بابت ایسی بے احتیاطی اور بے پروائی نہ برتنا۔ تیسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ قوم میں بدکاری اور بے حیائی کے تذکرے پھیلاتے رہتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں سزا اور بہت سخت سزا ہے۔ ان آیات قرآنی ہی کی طرح صحیح بخاری کی ایک حدیث میں شرک، قتل، سود خواری وغیرہ سات سب سے بڑے گناہوں میں ایک گناہ تہمت بدکاری کا بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کے یہ احکام اگر محض سن لینے اور پڑھ لینے کے لیے نہیں بلکہ عمل کے لیے بھی ہیں تو ارشاد ہو کہ خود آپ کا، آپ کے دوستوں کا، آپ کے عزیزوں کا، آپ کے کنبے اور برادری والوں کا کہاں تک ان پر عمل ہے؟ مانا کہ آپ اس قسم کی روایات از خود نہیں گڑھتے لیکن جب کبھی سن پاتے ہیں تو اس کے قبول کر لینے میں اور پھر اس کا چرچا کرنے میں آپ کے کان اور آپ کی زبان نے کبھی احتیاط برتی ہے! آپ کے جاننے والوں میں خدا معلوم کتنے مرد اور کتنی عورتیں ایسی ہیں جن کی بابت آپ نے بدچلنی، آوارگی و بے عصمتی کی روایتیں شوق کے کانوں سے سنیں اور بے پروائی کی زبان سے انہیں دہرا لیں۔ حالانکہ شریعت میں اسّی کوڑوں اور گواہی کبھی آئندہ نہ قبول ہونے اور فاسق قرار پا جانے کی جو سزائیں مقرر ہیں وہ صرف گڑھنے والوں ہی کے لیے نہیں بلکہ ان تہمتوں کی تشہیر کرنے والوں، ان کا چرچا پھیلانے والوں کے لیے بھی ہیں۔ آج ہمارے گھرانوں میں، ہمارے کنبوں میں، ہماری برادری میں کتنی رنجشیں، کتنی عداوتیں محض اسی بے احتیاطی نے پھیلا رکھی ہیں! آج اگر شریعت کی صرف اسی ایک سیدھی اور سہل ہدایت پر عمل ہوتا تو ہماری خانگی زندگی، پاک محبتوں اور اخلاص مندیوں کی کیسی جیتی جاگتی تصویر بنی ہوتی!

پیغامبر
THE MESSENGER
Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR Tel. (416) 267-8006

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن ۷ کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

۲۱ ستمبر ۱۹۸۱ء ۲۲ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

پیغامبر ادبی ایوارڈ ۱۹۸۰ء کی تقریب ماہ دسمبر میں ہونا قرار پائی ہے۔ ہمارے بہت سے ساتھیوں کو اس تقریب کا شدت سے انتظار تھا۔ گذشتہ سال ہم نے دو صد دعوت نامے جاری کیے تھے۔ اس کے باوجود بہت سے قارئین کو شکایت تھی کہ انہیں دعوت نامہ نہیں بھیجا گیا۔ اس دفعہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی بھی دعوت نامہ جاری نہ کیا جائے۔ بلکہ اس دفعہ ہم دعوت عام دے رہے ہیں۔ خود بھی شرکت کریں اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لائیں۔ نشستیں بھی مخصوص نہیں کی گئی ہیں یقیناً جلد آنے والے اگلی صف میں جگہ پائیں گے۔ پیغامبر ادبی ایوارڈ پانے والوں کا اعلان بہت پہلے کیا جا چکا ہے۔ تمام انعام پانے والوں سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد ادارہ پیغامبر سے رابطہ قائم کریں۔ تقریب کی تاریخ، وقت، جگہ اور مہمانِ خصوصی کے نام کا اعلان آئندہ شمارہ میں کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

خوشخبری

شمالی امریکہ میں پہلی مرتبہ حسنِ قرأت کا مقابلہ ہو رہا ہے۔

قاری حضرات سے التماس ہے کہ اگر وہ اس مقابلہ میں شرکت کرنا چاہیں تو درج ذیل نمبروں پر رابطہ قائم کریں۔

حافظ انیگار	429-6824	ممتاز خان	423-9771
سہیل اختر	267-8006	بٹ صاحب	676-9337
اظہر شیخ	265-3408		

Taste of India — لذتِ ہندوستان

رپورٹ: ابنِ آدم ٹورانٹو



طارق خان مہمان نوازی میں مصروف ہیں۔ دائیں سے بائیں ہناڈے، بیگم طارق خان، طارق خان، گلوکارہ کوینا اور پرمانا ارینہ — مہمان نوازی سے فارغ ہو کر مہدی حسن ندیم کو سگریٹ پیش کر رہے ہیں۔

لذتِ ہندوستان کس

مشہور ادیب کی رومانی داستان کا نام نہیں بلکہ ٹورانٹو جیسے جگمگاتے شہر کے ایک گوشے میں ساغر و مینا کی مدہوشی لئے ہوئے ایک ریسٹورنٹ کا نام ہے جسے عرفِ عام میں TASTE OF INDIA کہتے ہیں۔ مدھم روشنی میں تیرتی ہوئی سی دھن پر دو پُرخلوص شخصیتیں ہمیشہ آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے منتظر رہیں گی۔ ایک ہیں طارق اور دوسرے ندیم

دیارِ غیر میں جہاں سب نے اپنے چہروں پر اجنبیت کا پردہ ڈال رکھا ہے، اس ریسٹورنٹ کے مالکان، پرانی تہذیب کو نئی زندگی دینے کیلئے مہمان نوازی جیسی رسم کو عادت بنا کر اپنے اسلاف کو جلا بخش رہے ہیں۔

ٹیسٹ آف انڈیا کو، ہندوپاک سے آئے ہوئے اکثر فنکار کی مہمان نوازی کا شرف حاصل ہے۔ یہی نہیں بلکہ جب بھی طارق و ندیم نے ہندوپاک کے کسی فنکار کو دعوت دی، تقریباً ۲۵ تیس دیگر معزز ہندوپاکستانیوں کو بھی ضرور مدعو کیا۔ زہے نصیب کہ انہوں نے مثالی ہندوپاک میڈیا کو بھی فراموش نہیں کیا۔ یہ حضرات صرف دعوت ہی نہیں دیتے بلکہ اصرار کرتے ہیں اور اصرار بھی اس طرح کہ "کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے سرکار مرے"

پچھلے دنوں پاکستان سے آئے ہوئے اداکار ضیا، گلوکار عالمگیر اور گلوکارہ مہناز کا ٹورانٹو میں شو تھا۔ شو بہت اچھا رہا۔ بندہ ناچیز بھی وہاں موجود تھا۔ خوب لطف رہا۔ لیکن پروگرام ختم ہو جانے کے بعد اکثر کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ وجہ معلوم کی، پتہ چلا کہ جیب کٹ گئی ہے ـــــ ہیں! اس میں مغموم ہونے کی کیا بات ہے۔ ہمارے تو صرف جیب کٹی ہے۔ پاکستان میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف ٹریلر دکھا کر پوری فلم کے پیسے وصول کر لیتے ہیں ـــــ ارے سائیں! ناراض کیوں ہوتا ـــــ ورنہ ہم بھی تو پاکستانی ہیں۔ اپنی اپنی اصلیت ہی بول سکتے ـــــ کامیاب پروگرام کے بعد انہی فنکاروں کو ٹیسٹ آف انڈیا میں مدعو کیا گیا۔ تاکہ لذتِ ہندوستان کے ناخدا ذاتی طور پر پاکستانی فنکاروں کو فن کے بعد دادِ تحسین پیش کر سکیں۔ اسی ضیافت میں شرکت کیلئے جناب طارق صاحب نے مدیر پیغامبر کو بھی مدعو کیا تھا اور میں حسرت سے دیکھتا رہا کہ کاش کوئی مجھے بھی دعوت دیتا۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ میں دعوت میں چلا جاؤں اور مدیر پیغامبر نہ جائیں۔ فوراً طارق صاحب کو فون کیا گیا، نہ شریک ہونے پر معذرت طلب کی گئی اور اجازت مانگی گئی کہ کسی نمائندہ کو بھیج دیا جائے۔ اجازت مل گئی لیکن بھیجنے وقت پر مدیر محترم نے پان کی پیک کی طرح مجھے کہیں دور پھینک دیا اور خود روانہ ہو گئے ـــــ میں کہ ضیا کا شیدائی، عالمگیر کا دلبر اور مہناز کا پرستار، کیسے رک سکتا تھا۔ فوراً لذتِ ہندوستان کی خوشبو سے آشنا ہونے کیلئے در محبوب پر جا پہنچا ـــــ اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی کیونکہ مدعو نہیں تھا۔ باہر ہی، اپنے محبوب فنکاروں کی جھلک دیکھنے کیلئے مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ـــــ نظر آنے والے مہمانوں میں فنکاروں کو تلاش کرنے لگی ـــــ میں نے دیکھا ـــــ دروازہ کھلا اور جھٹ آئی اسے اندر چلی گئی۔ پھر شانِ پاکستان کی باری تھی ـــــ اس کے بعد پچھلے دروازہ سے صدائے پاکستان اپنی ہدایات اور پیاری آواز کے ساتھ داخلِ دروازہ ہو گئے۔ پھر کچھ اور لوگ آئے ـــــ کافی دیر گزر جانے کے بعد ـــــ حال ہی پاکستان سے آئے ہی چند لوگ سر کو کافی اونچا اٹھائے ہوئے اندر جانے لگے۔ ان میں ضیا بھی تھا۔ فنکار کی قدم بوسی کے بعد، میں ابھی اپنی کار تک پہنچ بھی نہ پایا تھا کہ ریسٹورنٹ کا دروازہ کھلا اور ایک صاحب بڑبڑاتے ہوئے باہر آ گئے۔ ان کے پیچھے ایک خاتون اور ان کے پیچھے کچھ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گئے اور حضرات ـــــ پہلے سرگوشی ہوئی، پھر بھنبھناہٹ ـــــ آواز تیز سے تیز تر ہونے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ دو گروہ اپنے اپنے مرغوں کو لڑانے کی تیاری کر رہے ہیں ـــــ

ـــــ معاملہ بگڑتا چلا گیا ـــــ طارق صاحب زلفِ پریشاں، چشمِ حیراں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ پیشانی پر پڑے ہوئے بل پر یہ تحریر عیاں تھی

"ان کو اگر منائیں تو وہ روٹھ جائیں گے"

ـــــ بندہ ناچیز کار سے اترا اور تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کیلئے تاک جھانک شروع کر دی ـــــ پچھلا دروازہ کھلا اور ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا کہ ٹورانٹو کی مشہور و معروف شخصیت ایفرو ایشین کے مالک، صدائے کشمیر اور صدائے پاکستان کے پروڈیوسر ایوب قریشی اور ایک ایسی ہستی جس کی آواز آپ ہر اتوار کو مشہور ریڈیو پروگرام صدائے پاکستان میں سنتے ہیں یعنی اس پروگرام کے اناؤنسر عادل تیمور بھی پچھلے دروازہ سے باہر نکل گئے ـــــ

ـــــ دل نے کہا! ابنِ آدم، تیرے باپ نے تو گندم کا دانہ کھایا تھا تو جنت سے نکالے گئے ـــــ یہ دونوں حضرات لذتِ ہندوستان کی کونسی لذت سے آشنا ہوئے ہیں کہ نکالے گئے ہیں؟

ـــــ حقیقت تو یہ تھی کہ خوانِ یغما کو چھوڑ کر، انہوں نے منہ موڑ کر ابنِ آدم کا دل توڑ کر مہمانوں کے سامنے میزبان کی عزت رکھنے کیلئے یہ دونوں حضرات باہر نکل گئے۔ ٹیسٹ آف انڈیا نے انہیں مدعو کیا تھا کس...... کی ضد نے انہیں باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔ ٹیسٹ آف انڈیا کے طارق اور ندیم سے درخواست ہے کہ آئندہ کسی کو مدعو کرنے سے پہلے اتنی اخلاقی جرأت پیدا کر لیں کہ جو دوسروں کو محفل سے نکلوانے کی کوشش کرے، اسے ہی بھری محفل سے نکال کر ہمیشہ اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ ایسی بدمزگی کسی مہذب میزبان کو زیب نہیں دیتی ـــــ آفرین ہے ایوب قریشی اور عادل تیمور پر کہ آپ لوگوں نے انتہائی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموشی سے اس محفل سے واک آؤٹ کر گئے۔ یہ آپ کے خاندانی شرافت کی ادنیٰ سی جھلک ہے۔ آپ مجھے نہیں جانتے لیکن میں انتہائی عقیدت سے آپ دونوں حضرات کی خدمت میں صرف یہی عرض کروں گا کہ

ایسا انسان زمانے میں کہاں ہوتا ہے
ایسے انساں پہ فرشتے کا گماں ہوتا ہے

اس رپورٹ کا ڈراپ سین

بس سن لیجئے۔ ضیا کو یہ تمام باتیں معلوم ہو گئیں کہ کس نے کس کی موجودگی پر اعتراض کیا اور کون کون اس محفل سے چلے گئے۔ ضیا اتنا متأثر ہوئے کہ انہوں نے کھانا نہیں کھایا۔ شاید آپ کو میری بات پر یقین نہیں آیا۔ اگر ضیا یہاں موجود ہیں تو ان سے دریافت کیا جا سکتا ہے

کھانے کی محفل سے دو مسلمان بھائی کسی ایک کے اعتراض پر اٹھ کر چلے گئے اور بقیہ چھبیس مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جن کو حالات کا علم تھا اور جن کی وجہ سے دو مسلمان بھائی بغیر کھانا کھائے چلے گئے ان سے لقمہ کیسے اٹھ سکا؟ تعجب کی بات ہے

پیغامبر ادبی ایوارڈ اور مقابلہ حُسنِ قرأت

ادارہ پیغامبر اور مسلم فرینڈز ایسوسی ایشن کے تعاون سے ماہ دسمبر میں پیغامبر ادبی ایوارڈ کی محفل میں مقابلہ حسنِ قرأت بھی ہوگا۔

حسنِ قرأت کے مقابلے میں اوّل دوم اور سوم آنے پر مسلم فرینڈز ایسوسی ایشن کی جانب سے اعزاز دیا جائے گا۔

تفصیلات اور مقابلے کی تاریخ کا اعلان آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مسلمان بیوی



تحریر: شاذیہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"دنیا کی تمام چیزیں عارضی فائدہ مند ہیں اور دنیا کی بہترین فائدہ اٹھانے والی چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا فائدہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا ہے (مسلم) ایک اور حدیث میں ہے۔

"عورت سے نکاح کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں، مالداری، نسبی شرافت، خوبصورتی اور دینداری، لیکن تم کو چاہیئے کہ دیندار عورت تلاش کرو کیونکہ دیندار عورت ہی صحیح معنوں میں مرد کے حقوق ادا کرسکتی ہے خوب صورت کو اپنے حسن وجمال پر، خاندانی کو اپنے خاندان پر اور مالدار کو اپنی دولت پہ غرور ہوتا ہے جو باہمی تعلقات کے لئے مضر ہوتا ہے"۔
(بخاری ومسلم)

پس معلوم ہوا کہ عورت نیک ہونی چاہیئے نیک عورت سے مراد دیندار عورت ہے، جو اللہ اور رسولؐ کے احکامات پر صحیح عمل کرتی ہے بے دین عورت کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اگر دیندار نہیں تو شوہر کے لئے وبال جان بن جاتی ہے

حدیث میں ہے۔

"عرب کی بہترین عورتیں قریش کی نیک بخت عورتیں ہیں۔ کیوں کہ وہ اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں بہت زیادہ شفیق ہوتی ہیں اور اپنے خاوند کے اس مال کی جو ان کے قبضہ میں ہوتا ہے بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں یعنی اپنے خاوند کے مال کو فضول ضائع نہیں کرتیں"۔
(نسائی)

ایک اور حدیث ہے۔

"مومن کے لئے تقویٰ خداوندی کے بعد نیک بخت عورت سے زیادہ بہتر کوئی نہیں۔ اگر یہ مومن اس کو کوئی حکم کرتا ہے تو وہ اس کی اطاعت کرتی ہے اور اگر اس کو دیکھتا ہے تو اس کو خوش کرتی ہے اور اس کو اگر کسی بات پر قسم دیتا ہے تو وہ اسے پورا کرتی ہے چاہے وہ عورت کے نزدیک اچھی ہو یا بری، بہر صورت اپنے خاوند کی خواہش پوری کرتی ہے، اور خاوند کے مال کی دیکھ بھال کر خرچ کرتی ہے اور اس میں خیانت نہیں کرتی ہے"۔
(ابن ماجہ)

عورت مرد کی رفیق حیات ہوتی ہے بلکہ گھر کی ملکہ، وزیر، مونس وغم خوار، مشیر اور ہمراز ہوتی ہے جس قدر یہ اچھی ہوگی۔ اسی نسبت سے مرد خوش نصیب ہوگا۔ دنیا میں کوئی چیز نیک بیوی سے بہتر اور بری بیوی سے بدتر نہیں ہوتی۔ نیک بیویوں میں مندرجہ ذیل اوصاف وصفات بدرجہ اتم ہوتی ہیں

- خوش خلقی، اعلیٰ اخلاق اور کفایت شعاری
- عصمت وعفت، شرم وحیا اور پاکیزگی، نفاست،
- محبت، وفا، ایثار، قربانی، تحمل وعلم،
- خاوند کی خوشنودی حاصل کرنے کو ہر وقت کوشاں رہے،
- اپنے گھر کی باتیں کبھی غیر پر ظاہر نہ کرے
- تکالیف ومصائب میں صابر وشاکر رہے
- گھر کی صفائی اور نگرانی پر مستعد رہے،
- قناعت پسند ہو،
- بچوں کی تعلیم وتربیت بہترین انداز کرے،
- ہمسائیوں سے اچھا سلوک کرے،
- شوہر کے رشتے داروں کی عزت دل سے کرے،
- شوہر باہر سے آئے تو اس کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرے۔
- اپنی غلطی فوراً مان لے اور اس کی معافی مانگنے میں بالکل نہ ہچکچائے
- شوہر سے بدکلامی نہ کرے۔ اسے طعن، تشنیع کا نشانہ نہ بنائے۔
- شوہر کی شکر گزار اور اطاعت شعار رہے
- دین کی راہ پر چلنے میں اپنے شوہر کی مدد کرے،
- نیکی کے لئے ہر وقت تیار رہے،

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
"عورت جبکہ وہ پانچوں وقت کی نماز پڑھے رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو"۔ (مسلم)

زیادہ کھانے سے سانس بند ہوگئی

لیورپول۔ (نمائندہ اخبار وطن) ایک ماڈل گرل پالین سیورڈ نے چار دن تک فاقہ کیا اور پانچویں دن کھل کر کھایا۔ اس کے کچھ گھنٹے بعد ہی اس کا سانس رکنا شروع ہوگیا اور اس کی موت ہوگئی پالین کو ایمبولینس کے ذریعے لیورپول رائل انفرمری لے جایا گیا لیکن ڈاکٹر اسے زندگی واپس نہ دلاسکے پالین کی ماں نے تفتیش کے وقت بتایا کہ گزشتہ سنیچر کو پالین نے ڈیڑھ پونڈ تقریباً کے قلے، دو پونڈ گردے، دو بلیک پڈنگس، دو پونڈ کے مرادو دبے ہوئے چھولے، ایک پونڈ مشروم، پیسٹری، ناشپاتیوں، آڑو اور سیبوں سے بھرا ہوا ایک تھیلا اور گھر کی بنائی ہوئی ڈبل روٹی (بریڈ) کا کھانا ایک وقت میں کھایا اس کی ماں نے مزید بتایا کہ جب پالین ۱۸ برس کی تھی تو اس کا وزن صرف ۹ سٹون تھا لیکن بھاری خوراک کھانے کی وجہ سے اس کا وزن بہت بڑھ گیا۔ ہم اس کو مسلسل بتاتے رہے کہ اس کا یہ وطیرہ اس کے لئے اچھا نہ ہوگا۔

کوثر نیازی سے گارڈین کی معافی

لندن —— اخبار گارڈین نے پاکستان کے سابق وزیر اطلاعات ونشریات مولانا کوثر نیازی سے اس مضمون پر معافی مانگ لی جس میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ مرتضیٰ بھٹو کے ساتھ دمشق اور طرابلس گئے تھے جہاں مارچ میں پی آئی اے کے طیارے کے اغوا کے منصوبے تیار کئے گئے تھے۔ مولانا کوثر نیازی نے ۱۱ مارچ کو گارڈین میں شائع ہونے والے اس مضمون پر اخبار کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ کیا تھا۔ گارڈین نے اپنے معافی نامے میں کہا ہے کہ مسٹر نیازی پاکستان میں ایک ممتاز سیاست دان ہیں اور سنہ ۱۹۷۰ء سے برسر اقتدار پیپلز پارٹی کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے سنہ ۱۹۷۹ء کے بعد مرتضیٰ بھٹو سے ملاقات نہیں کی اور کسی وقت بھی وہ ان کے ساتھ دمشق یا طرابلس نہیں گئے اور نہ وہ پاکستان میں نظر بند ہیں۔ گارڈین نے لکھا ہے کہ ہم یہ بات بلا کسی تامل کے تسلیم کرتے ہیں کہ مسٹر نیازی کسی شکل اور کسی نوعیت کی دہشت پسندی کی حمایت نہیں کرتے اور ان کا پی آئی اے کے طیارے کے اغوا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

آزاد خالصتان

دیوانے کا خواب حقیقت بن رہا ہے

آزاد خالصتان کے صدر ڈاکٹر جگجیت سنگھ نے اپنے ایک بیان میں بھارتی حکومت پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارتی حکومت ناقابل اعتماد اور سکھوں کے بارے میں بدنیتی پر مبنی پالیسی پر عمل کر رہی ہے۔ ان کے بیان کا مقصد بڑا واضح تھا جس میں انہوں نے کہا کہ سکھ بھارتی آئین اور پرچم کو جلا کر اس کی راکھ گنگا میں بہا رہے ہیں تاکہ پنجاب کے دریاؤں کا پانی ناپاک نہ ہو یہ بات گولڈن ٹیمپل میں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے سربراہ گورچرن سنگھ ٹوہڑہ نے بتائی

مسٹر گورچرن سنگھ ٹوہڑہ کے غیر ملکی دورے کے بعد سکھ لیڈروں میں اتحاد کی سرگرمیاں تیز ہوگئی ہیں۔ چنانچہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مشرقی پنجاب کے مختلف حصوں سے جتھے داروں کی بڑی تعداد دمدمی ٹکسال کے دفتر آرہی ہے اور وہ خالصتان کے قیام کے سلسلے میں قیادت کا یقین دلاتی ہیں۔

بیرون ملک تحریک خالصتان

خالصتان کی تحریک صرف اندرون ملک ہی منظم نہیں ہورہی بلکہ بیرون ملک بھی خالصتان کے حامیوں کی اعانت حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ چنانچہ گورچرن سنگھ ٹوہڑہ جب بیرون ملک گئے تو انہوں نے امریکہ، برطانیہ، کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک میں تقریباً چالیس مقامات پر آزاد خالصتان کے قیام کے موضوع پر خطاب کیا ان جلسوں سے آزاد خالصتان کے صدر ڈاکٹر جگجیت سنگھ نے بھی خطاب کیا، اس کے علاوہ کینیڈا سے ٹورنٹو ٹائمز بھی آزاد خالصتان کی تحریک کے ترجمان کے طور پر شائع ہو رہا ہے، ڈاکٹر جگجیت سنگھ اس کے مالک ہیں نیویارک سے موصول ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق اکالی لیڈر جتھے دار گوردیال سنگھ جوہل کے اعزاز میں منعقدہ ایک تقریب میں آزاد خالصتان اور کانگریس کے حامی سکھوں کے درمیان تصادم ہوا یہ تصادم اس وقت ہوا جب اکالی لیڈروں نے ایک آزاد خالصتان کے قیام کی ضرورت اور حمایت میں تقاریر شروع کیں کانگریسی لیڈر پروفیسر دلجیت سنگھ آہلووالیہ نے آزاد خالصتان کے قیام کے مطالبے کو ملک سے غداری قرار دیا۔ جس کے جواب میں اکالی لیڈروں نے کہا کہ مذہب اور سیاست ایک ہیں اور سکھ خالصتان کے نام پر ساری دنیا کے سکھوں کو ایک کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس تقریب سے آزاد خالصتان کے صدر ڈاکٹر جگجیت سنگھ اور سردار گنگا سنگھ ڈھلوں نے بھی خطاب کیا۔

آزاد خالصتان سکھوں کی ثقافتی ضرورت

چندی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر راجندر سنگھ دگیر نے جو تحریک آزاد خالصتان کے ایک ممتاز مفکر اور رہنما ہیں اور جنہوں نے اکالی تحریک اور سکھوں کی آزادی کی تحریک کے بارے میں متعدد کتب تحریر کی ہیں ایک ملاقات میں بتایا کہ سکھوں کا مسئلہ ثقافتی ہے ثقافتی طور پر سکھ ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں اس لئے کہ سکھ توحید کے قائل ہیں، بت پرستی سے نفرت کرتے ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کی ذات پات، ستی اور ایسی ہی دوسری رسومات کو غلط تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سکھ ایک توحیدی مذہب ہے اور سکھوں کا ہندوؤں سے کسی بھی قسم کا مذہبی اور ثقافتی ناطہ نہیں بن سکتا۔ ڈاکٹر راجندر سنگھ دگیر نے کہا کہ سکھوں کے تمام مقدس مقامات پاکستان میں ہیں۔ اور بھارت کی نسبت سکھوں کا ذہنی مرکز پاکستان بنتا ہے جب ان سے کہا گیا کہ قیام پاکستان کے وقت سکھوں نے اس حقیقت کا احساس کیوں نہ کیا جب کہ ماسٹر تارا سنگھ کو کہا گیا تھا کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں انہوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ سکھوں کی ایک ایسی ہی تاریخی غلطی تھی۔ جیسی تحریک پاکستان کے دیگر مخالفین نے کی تھی ماسٹر تارا سنگھ کانگریس کے ہاتھوں میں کھیلتے رہے تاہم جلد ہی سنت فتح سنگھ کو سکھوں کی اس تاریخی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے سکھ صوبے کے قیام کے لئے جدوجہد شروع کی انہوں نے کہا کہ سکھ قیادت کی اسی غلطی کی وجہ سے سکھ آج تک اس کی سزا بھگت رہے ہیں جب ڈاکٹر راجندر سنگھ سے یہ کہا گیا کہ پاکستانیوں کے دل سکھوں کے ۱۹۴۷ء کے رویے سے بہت دکھی ہیں اس لئے کہ سکھوں نے ہندوؤں کے ایما پر مسلمانوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کیا تھا۔ ڈاکٹر راجندر سنگھ نے کہا کہ اس المیے کی وجہ سے خود سکھوں کے دل بھی زخمی ہوئے۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک سکھ اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کے ساتھ کبھی کوئی زیادتی نہیں ہوئی سکھوں نے بھارت کے ہندو مسلم فسادات میں کبھی ہندوؤں کی حمایت نہیں کی۔ اور جس قدر ممکن ہوسکا سکھوں نے ان فسادات کے دوران مظلوم مسلمانوں کی مدد کی یہ وہ رویہ ہے جو سکھوں نے ۱۹۴۷ء کے بعد اپنی غلطی کا احساس کرنے کے بعد اپنایا ہے۔

ڈاکٹر راجندر سنگھ نے کہا کہ پاکستان میں جس طرح سکھوں کے مذہبی مقامات کا احترام کیا جارہا ہے اور سکھوں کو سہولتیں فراہم کی گئی ہیں پوری دنیا کے سکھوں کے دلوں میں پاکستان کے لئے احترام کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ تاہم سکھوں کی خواہش ہے کہ ننکانہ صاحب کا درجہ بلند کیا جائے۔ اور اسے بین الاقوامی شہر قرار دیا جائے انہوں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ آزاد خالصتان کے قیام میں پاکستان اپنی مخصوص صورت حال کی وجہ سے کوئی مدد نہیں کرسکتا تاہم اخلاقی مدد کے ہم پاکستان سے ضرور طلب گار ہیں ایک سوال پر ڈاکٹر راجندر سنگھ دگیر نے کہا کہ دیگر بھارتی اقلیتوں سے جن میں مسلمان بھی شامل ہیں سکھ رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ اور بھارت میں اقلیتوں کا متحدہ محاذ بنانے کے لئے بھی مساعی پوری طرح پر ہورہی ہیں۔

اندرا گاندھی کی بوکھلاہٹ!

شروع میں تو بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے خالصتان کی تحریک کو کوئی اہمیت نہیں دی اور اسے محض چند شوریدہ سر سکھوں کے دماغ کی اختراع سمجھا تاہم اب اندرا گاندھی کو اس مسئلے کی سنگینی کا احساس ہوتا جارہا ہے چنانچہ سکھوں کے دہلی کنونشن کو ناکام بنانے کے متعدد ہتھکنڈے انہوں نے اختیار کئے مگر اب انہیں احساس ہوا ہے کہ پانی سر سے گزر رہا ہے چنانچہ انہوں نے سکھوں سے اپیل کی ہے کہ سکھ آزاد خالصتان کے قیام کا مطالبہ ترک کردیں۔ مسز اندرا گاندھی نے سکھوں کے ایک مختصر سے گروپ کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ تھوڑے سے جو لوگ ملک سے علیحدہ ہونے کی باتیں کر رہے ہیں وہ نہ صرف اپنی طاقت کم کریں گے بلکہ ملک کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔۔۔۔

ہم وطن، بے وطن

ترتیب / ایم جاوید اقبال



امریکہ میں غیر قانونی طور پر مقیم

۲۰ ہزار پاکستانیوں کا مستقبل کیا ہے؟!

++++

ریگن حکومت نے فوجی غور و فکر اور زبردست اندرونی بحث و تمحیص کے بعد جو نئی امیگریشن پالیسی مرتب کی ہے۔ اس سے ایک اندازے کے مطابق کم و بیش تیس ہزار ایسے پاکستانیوں کو فائدہ پہنچے گا۔ جو غیر قانونی طور پر امریکہ میں مقیم ہیں۔ مگر کام دھندے سے لگے ہوئے ہیں۔ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو دسمبر ۱۹۷۷ء کے بعد وزیٹر ویزے پر اس ملک میں داخل ہوئے مگر ویزے کی میعاد ختم ہونے کے باوجود واپس نہیں گئے۔ یہ لوگ پٹرول پمپوں، ریستورانوں، ہوٹلوں، ہوائی اڈوں اور بین الاقوامی اداروں میں ادنیٰ درجے کے کام کرتے ہیں اور بالعموم تین سے چار ڈالر فی گھنٹہ کما لیتے ہیں۔ جبکہ ایسی جگہوں پر کم از کم چالیس گھنٹے فی ہفتہ کام لیا جاتا ہے۔ چونکہ امریکہ میں وطنیت کے نفاذ کا انتظام بہت ڈھیلا ڈھالا ہے۔ اور پرائیویسی کے آئینی نظریے کی دھاک ہے اس لئے سال بہ سال ٹیکسوں کے گوشوارے انٹرنل ریوینیو سروس کو پیش کرنے کے باوجود ان میں سے کسی کے ملک سے خارج کئے جانے کی نوبت نہیں آئی۔ واضح رہے کہ سوشل سیکورٹی اور وفاقی اور علاقائی ٹیکس اجرت کی ادائیگی پر آجر کاٹ لیتا ہے اور غیر قانونی طور پر اس ملک میں مقیم تقریباً تمام پاکستانیوں کے پاس سوشل سیکورٹی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس موجود ہیں۔ اب تک معقول ملازمتوں کے حصول کے لئے (سماجی جیسے) سوشل سیکورٹی کا نمبر اور شناخت کے لئے ڈرائیونگ لائسنس کافی سمجھا جاتا رہا ہے۔

امریکہ میں مقیم غیر قانونی پاکستانیوں کی نگاہیں نقل مکانی اور توطن کے مجوزہ قانون کی اس شق پر لگی ہیں۔ جس کے تحت ان تمام لوگوں کو معافی دے دی جائے گی جو یکم جنوری ۱۹۸۰ء سے پہلے اس ملک میں موجود تھے۔ اور اب تک غیر قانونی طور پر مقیم ہیں۔ سرکاری تخمینوں کے مطابق تقریباً ساٹھ لاکھ افراد کو عفو عام سے فائدہ پہنچے گا جن میں اکثریت کیوبا، میکسیکو اور ہیٹی سے بھاگ کر چوری چھپے امریکہ میں داخل ہونے

تحریر: اکمل علیمی

والے لوگوں کی ہے۔ امیگریشن کے نئے قانون کے تحت جن لوگوں کو معافی دی جائے گی۔ ان کو کام کے عارضی اجازت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔ ورک پرمٹ تین سال کے لئے ہوگا۔ لیکن ورکر کی درخواست پر لاانتہائی عرصے تک اس کی تجدید کرتی رہے گی۔ دس سال تک مسلسل امریکہ میں رہنے کے بعد یہ ورکر لیگل ریذیڈنٹ بننے کا اہل ہوگا۔ جو شہریت کی منزل کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس عرصے میں ورکر سوشل سیکورٹی اور تمام دوسرے ٹیکس ادا کرے گا۔ لیکن بے روزگاری اور بیماری کی صورت میں امریکی کارکنوں کو جو حفاظتی اور مالی امداد بالواسطہ ملتی ہے وہ اس کا حقدار نہ ہوگا اور نہ اس عرصے میں اپنی بیوی اور بچوں کو امریکہ لا سکے گا۔ مجوزہ قانون کی اس شق نے دو پاکستانی دوستوں کے درمیان اچانک خط تفریق کھینچ دیا ہے۔ فیروز اور جہانگیر (نام اصلی نہیں) لاہور کی فلمی صنعت سے وابستہ تھے۔ ایک عرصے تک انہیں کام نہ ملا تو دونوں نے ۱۹۷۹ء کے اواخر باہم مشورے سے

وطن چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ انگریز خلیج کے ملکوں کا رخ کرنے کی بجائے امریکہ آ پہنچے فیروز کے پاس وزیٹر ویزا اور جہانگیر کے پاس بزنس ویزا تھا۔ جو صاف ظاہر ہے کہ دونوں کی غلط بیانیوں اور قونصل خانے کے امریکی اہلکاروں کی فراخدلی کا ثمر تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ امریکہ وسیع و عریض ملک ہے۔ چھوٹے موٹے روزگار آسانی سے مل جاتے ہیں۔ اجرت اچھی ملتی ہے۔ اور امریکہ میں قیام کی مستقل صورت بھی نکل ہی آتی ہے۔ کسی کو امریکہ سے نکالا نہیں جاتا۔ امریکہ کی زر دار معیشت غیر قانونی کارکنوں کا بوجھ بہ آسانی برداشت کر لیتی ہے وغیرہ وغیرہ قانونی لحاظ سے یہ سب باتیں نادرست۔ لیکن فیروز اور جہانگیر کو کل تک ان مفروضوں کی کوئی تردید دکھائی نہیں دی تھی۔ مگر اس قانون نے ایک کو اداس اور دوسرے کو نہال کر دیا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟۔ اس کے پس منظر میں ایک معمولی واقعہ ہے۔ فیروز اور جہانگیر کراچی سے اکٹھے اڑے تھے۔ لیکن لندن میں چند روز قیام کے بعد ان کو نیو یارک کے لئے ایک پرواز نہ مل سکی۔ فیروز کرسمس کے اگلے دن امریکہ کی سرزمین میں اتر گیا۔ لیکن جہانگیر ۲ جنوری ۱۹۸۰ء کو نیو یارک پہنچا۔ اگر امریکی کانگرس نے وائٹ ہاؤس کا مجوزہ قانون پاس کر دیا تو فیروز کو امریکہ میں قانونی حیثیت حاصل ہو جائے گی اس نے ایک ریستوران میں جھوٹے برتن مانجھ مانجھ کر ہاتھ کیا ان کو دھو کر جو ڈالر جمع کئے ہیں وہ ان کو لے کر پاکستان جائے گا۔ اپنے بال بچوں کو دیکھے گا۔ اور ایک دو مہینہ بعد واپس آ جائے گا۔ جہانگیر کو چونکہ عفو عام کے تحت بھی قانونی حیثیت حاصل ہونے کی امید نہیں۔ اس لئے وہ غیر معینہ مدت کے لئے یہیں پڑا رہے گا اور اپنے معمول کے مطابق ہر ماہ اپنی بیوی کو دو سو ڈالر اور وطن آنے والے لوگوں کے ہاتھ اپنے کمسن بیٹے کے لئے کپڑے بھجواتا رہے گا۔ جس ماہ میں جب وہ گھر سے نکلا تو اس کا بیٹا چلنا سیکھ رہا تھا۔ جہانگیر کے تصورات میں اب وہ محلے کے گرد آلود گلی کوچوں میں بھاگا پھرتا ہوگا۔ امریکہ میں جہانگیر کا اپنا مستقبل بھی گرد آلود ہے یہ قانونی اصلاحی طور پر جن دوسرے پاکستانیوں کو نامہربان ثابت ہو گا۔ ان میں سیالکوٹ کے محمد صادق چوہدری محمد عثمان (یہ نام بھی مفروضہ ہے) بھی ہیں جو اچھے دنوں کے انتظار میں اب تک گزارتے ہیں۔ وہ دیانت داری سے ٹیکس دینے کے ذمہ دار ہیں۔ مگر شادی کے انتظار میں آج تک مکان بنا نا تو کجا

مکان کرائے پر بھی نہیں لیا۔ وہ بھی بزنس ویزا پر امریکہ آئے تھے جسے ایکسپائر ہوئے عرصہ ہو چکا ہے۔ اب ان کو قانونی درجہ حاصل ہونے کی امید تو ہوئی ہے۔ لیکن عمر دراز ملنے کی کوئی صورت نہیں۔ وہ شادی کے بعد اپنی بیوی کو قانونی طور پر اپنے ساتھ نہیں رکھ سکیں گے۔

ریڈیو پاکستان کی ایک معروف مزاحیہ آواز بھی وزیٹر ویزا پر یکم جنوری ۱۹۸۰ء سے قبل امریکہ پہنچ گئی تھی۔ اور اب تک صدا بصحرا کی طرح یہیں کہیں گم ہوتی ہے۔ ریڈیو کا یہ سابق فنکار جہانگیر کی طرح ایک پٹرول پمپ پر کام کرتا ہے۔ اپنے بال بچوں کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے۔ اس نے ملازمت شروع کرنے کے بعد تیرہ

کیا یہ تمام افراد امیگریشن کے نئے قانون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے؟

برس ان دوستوں سے ادھار لے کر پندرہ سو ڈالر اپنے گھر بھجوا دیئے تھے۔ شاید وہ اپنی زندہ جان کو اپنی کمائی کی استعداد سے متاثر کرنا چاہتا تھا۔ اب اسے انتظار ہے کہ یہ قانون پاس ہو۔ اس کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔ وہ پاکستان جائے۔ اپنے بال بچوں کی پیاری صورتیں دیکھے اور چند روز اپنی بیوی کی خدمت کرنے کے بعد واپس امریکہ آ جائے۔ صرف پاکستانی بیویاں ایسی سالانہ خدمت پر اکتفا کرتی ہیں۔ امریکہ میں ایسی عورتیں نہیں پائی جاتیں۔

امریکہ میں غیر قانونی کمیوں کو ایک بار قانونی حیثیت دینے سے متعلق زیر نظر قانون کو ایک سال سے پہلے جس کے نافذ ہونے کی امید کم ہے یہ اہتمام بھی کیا جا رہا ہے کہ آئندہ امریکہ میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے کے بعد غیر قانونی حیثیت اختیار کرنا محال ہو جائے مجوزہ قانون کے تحت سرحدوں کی دیکھ بھال کے انتظامات سخت کئے جائیں گے۔ جیسا کہ ایک سابق وزیر داخلہ نے اپنی رپورٹ میں امریکہ کی چھ ہزار میل لمبی خشک اور تر سرحد کی نگہداشت کے لئے اتنا عملہ بھی نہیں ہے۔ جتنا دارالحکومت واشنگٹن کے سرکاری دفاتر کی حفاظت کرتا ہے۔ آئندہ جو لوگ ویزے کے بغیر امریکی سرحد یا ساحل کے قریب آئیں گے۔ ان کو حراست میں لیا جا سکے گا۔ ان کی کشتیاں اور دوسری سواریاں ضبط کر لی جائیں گی۔ اور انہیں

واپس کیا جائے گا۔ اگر کوئی آجر جان بوجھ کر غیر قانونی طور پر امریکہ میں مقیم کسی شخص کو ملازمت دے گا تو اسے جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

اب تک غیر قانونی کمیوں کو ملازمت دینا قانونی طور پر جرم نہ تھا۔ اس لئے بہت سے آجر ایسے لوگوں کو ملازمت دینا پسند کرتے تھے۔ کیونکہ غیر قانونی ملازم کم از کم قانونی تنخواہ سے بھی کم اجرت قبول کر لیتے ہیں۔ زیادہ محنت اور توجہ سے کام کرتے ہیں۔ حالات کا بگاڑ ہے ہی صرف شکایت زبان پر نہیں لاتے اور اجرت میں اضافے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ سی بی ایس ٹیلیویژن کی ایک تحقیقی رپورٹ میں ابھی دنوں انکشاف ہوا۔ ریستورانوں کے مالک چالیس فیصد ملازموں کا ریکارڈ تک نہیں رکھتے اور غیر قانونی طور پر امریکہ میں غیر ملکیوں سے اور بہ کے کام لیتے ہیں۔ دوسری اطلاعات کے مطابق مغربی ساحل کی ریاستوں بالخصوص کیلیفورنیا کی بلین ڈالر زراعت کا دارومدار غیر قانونی طور پر امریکہ آنے والے غیر ملکیوں بالخصوص میکسیکو کی جانب سے سرحد عبور کرنے والے لوگوں کی محنت پر ہے۔ مجوزہ قانون کے تحت میکسیکو کے لئے تجرباتی بنیادوں پر ایک گیسٹ ورکر پروگرام بھی شروع کیا جائے گا۔ جس کے تحت ہر سال دس ہزار افراد کو ورک پرمٹ دیئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں مختلف ملکوں کے لئے امیگریشن کا کوٹہ بڑھا دیا جائے گا۔ اور اگر ایک ملک اپنا سارا کوٹہ استعمال نہیں کرے گا تو بقیہ کوٹہ گنجائش کو دوسرے ملک کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا۔

یکم جنوری ۱۹۸۰ء کے بعد بہت سے پاکستانی صحافی اور دانشور بھی وزیٹر یا بزنس ویزا پر امریکہ آئے ہیں۔ اور واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے ان میں کراچی کے داؤد دہبانی، اشرف شاد اور شہر یار جلیبی، پنجاب کے جوہر میر اور لاہور کے حاجی اظہر شامل ہیں۔ ان سب کو امید ہے کہ امیگریشن کی امریکی عدالتیں امریکہ میں قیام کے لئے ان کی درخواستیں قبول کر لیں گی اور ان کو ان درخواستوں کا فیصلہ ہونے تک جس میں کئی سال لگ سکتے ہیں۔ امریکہ میں کام کرنے کی اجازت مل جائے گی اور ویزے کی میعاد ختم ہونے کے بعد ان کا قیام غیر قانونی نہیں رہے گا۔

غزل

احسان دانش

جانے کیوں اس ایک ہی صورت پہ ٹھہری ہے نظر
شہر میں ہیں گندمی مٹی کے پیکر اور بھی

دور دور سے راہ کی تنہائی بھی ہے اک عذاب
کوئی اک سایہ سا چلتا ہے برابر اور بھی

دیکھنا ہے کلمہ حق کس زباں پر آئے گا
میں ہی کیا چپ ہوں بنے بیٹھے ہیں پتھر اور بھی

فاصلہ جتنا ہوا ہے بت شکن تحریک کا
بڑھ گئی ہے رونق بازار آذر اور بھی

جب انا کا خون ہوتا ہو خسارے کو نہ دیکھ
ایک ذرہ بندی سے گھٹتے ہیں کئی در اور بھی

زندگی ہے دشت سے اٹھتے بگولے کی طرح
ہم خلاؤں میں ابھی کھائیں گے چکر اور بھی

دور دور آیا ہے جہاں وہ گیاریاں کرد و طبند
ہیں گھٹا کے بار دانے میں سمندر اور بھی

تم بھی اپنے خال و خط سے بگڑتے دیکھ لو
پھینک کر گزرے ہیں کچھ پانی میں پتھر اور بھی

نسل نو دستور نرالا ہے لائے کیا ہوا؟
ہاں مگر یہ جھوٹ آئیں گے پیمبر اور بھی

خود بخود ہی کھولتی ہیں عقدۂ آب رواں
ہم بھنور میں ہیں ابھی کھائیں گے چکر اور بھی

صرف آرائش کی خاطر ہو جہاں زہد و زکوٰۃ
سنگدل ہوتے ہیں ایسے صاحب زر اور بھی

رنگ پر آتا ہے وہ چہرہ پشیمانی کے بعد
موج پر آتے ہیں وہ گیسو بکھر کر اور بھی

اردو کے محسنِ اعظم
بابائے اردو مولوی عبدالحق

تحریر ـــــــ ماہر القادری



بابائے اردو مولوی عبدالحق اب اردو کی یاد اور ذکر لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ انھوں نے دس بیس برس نہیں ساٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ مدت تک اردو زبان کی خدمت اور اردو دنیا پر احسان کیا۔ اردو ان کی اولاد تھی، اردو ان کی شریکِ حیات تھی، اردو ان کا مذہب و ایمان تھی، اردو سے ان کا تعلق ہونے کے بعد ۶۰ سال تک ایک لمحے کے لیے بھی جدائی نہیں ہوئی۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

مولوی عبدالحق انسان تھے فرشتہ نہ تھے اور ہر انسان سے زندگی کے معاملات میں بھول چوک اور اونچ نیچ ہو ہی جاتی ہے۔ زندگی کے آخری دور میں پیرانہ سالی کے سبب مولوی عبدالحق پر بعض انتظامی معاملات میں تنقید کی جا سکتی ہے مگر جہاں تک اردو زبان و ادب سے محبت و وابستگی کا تعلق ہے اس میں کبھی کمی نہیں آئی۔ وہ مرتے دم تک اردو زبان کا کلمہ پڑھتے رہے۔

پاکستان وہ اس شوق و تمنا کے ساتھ آئے تھے کہ یہاں اردو زبان کے دفتری زبان بننے میں ذرا سی بھی تاخیر نہ ہوگی کہ "اسلام" کے بعد "اردو زبان" ہی کے مطالبے نے پاکستان کو جنم دیا ہے، مگر یہاں اردو زبان کے ساتھ حکومتوں نے جو سلوک کیا ہے اسے دیکھ کر مولوی صاحب کا دل پرزے پرزے ہو گیا۔ اسی غم کو لے کر وہ دنیا سے بھی رخصت ہوئے۔

ہندوستان میں مولوی عبدالحق نے اردو زبان کے مسئلے پر کانگریس سے ٹکر لی۔ وردھا اسکیم کے خلاف ناگپور میں جو طوفانی احتجاج ہوا، اس کو مولوی صاحب کی سرپرستی حاصل تھی۔ خود گاندھی جی کو مولوی صاحب نے انجمن ترقی اردو کے مرکز دہلی میں بلا کر ان سے اردو کے مسئلے پر گفتگو کی بلکہ انھیں قائل کر دیا اور بتا دیا کہ اردو کے ساتھ کانگریس کی صوبائی حکومتیں زیادتی اور ناانصافی کر رہی ہیں۔ جناب گاندھی مولوی صاحب کو اردو میں خط لکھا کرتے تھے۔

مولوی عبدالحق کی زندگی کا بہترین اور زیادہ حصہ حیدرآباد دکن میں گزرا۔ جامعہ عثمانیہ کے بنانے میں ان کی کوششیں شریک تھیں وہاں ان کی خوشی کا کیا پوچھنا، اردو کے معاملے میں دل کی ہر مراد بر آئی اور ہر تمنا پوری ہوئی۔ حکومت کی زبان اردو، ذریعہ تعلیم اردو، جامعہ عثمانیہ اردو تعلیم کا سب سے بڑا مرکز، ہر طرف اردو کا چلن اور اس علم کی گراں قدر سانگ، ان کی بہترین کتابیں ارضِ دکن کی پیداوار خاص طور سے اردو گرامر تو اس انداز سے کسی کو لکھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔

مولوی عبدالحق خوش خوراک اور خوش لباس تھے مگر آرام پسند نہیں جفاکش تھے وہ مسلسل دس، دس بارہ، بارہ گھنٹے کام کر کے بھی نہ تھکتے۔ یا تو کوئی کتاب یا رسالہ ان کے ہاتھ میں رہتا یا قلم۔ لکھنا پڑھنا ان کی زندگی تھی۔ اس دور میں کم لوگوں نے اتنی کتابیں پڑھی ہوں گی۔ ہر فن کی کتابیں رکھتے یہاں تک کہ ٹونے، ٹوٹکے، جھاڑ پھونک، تعویذ، جادو منتر اور شعبدوں کی کتاب بھی مل جاتی تو اسے بھی پڑھے بغیر نہ چھوڑتے۔ وسعتِ مطالعہ کے بغیر ادیب اہلِ قلم اور انشاء پرداز اس سپاہی کی مانند ہوتا ہے جس کے پاس پورے ہتھیار نہ ہوں۔

مولوی عبدالحق نے سرسید احمد خان کو بہت قریب سے دیکھا اور ان کی صحبت سے استفادہ کیا تھا۔ سرسید کے وہ بہت بڑے مداح تھے۔ سرسید کے بعد مولانا حالیؔ کی ذات سے ان کو شغف تھا۔ علامہ شبلی نعمانی سے استفادہ کا نمبر سرسید اور حالی کے بعد آتا ہے۔ شبلی سے ان کے ذوق اور طبیعت کو اور زیادہ مناسبت ہوتی تو مولوی صاحب کا شعری ذوق اور زیادہ نکھر جاتا۔

نثر نگاری میں مولوی صاحب سرسید اور حالی سے بہت کچھ متاثر ہیں مگر اس تاثر کے ساتھ ساتھ ان کی تحریروں میں خود ان کا اپنا اسلوب بھی پایا جاتا ہے۔ سادگی و پرکاری میں تکلف نام کو نہیں۔ خاص طور سے وہ کسی مقالے یا کتاب کا آغاز جس سادگی و بے تکلفی سے کرتے ہیں وہ اپنا جواب آپ ہی ہیں۔

نئے لکھنے والوں کے لیے مولوی صاحب کی کتابیں آج بھی نمونہ سعادت اور مشعلِ راہ بن سکتی ہیں۔ لفظوں کا صحیح استعمال، جملوں کی ساخت، الفاظ کی ترتیب، روزمرہ اور زبان کی صحت و سلامت، پھر خیال و اظہار میں ربط و ہم آہنگی، یہ وہ خوبیاں ہیں جو بابائے اردو کے یہاں پائی جاتی ہیں اور ہر اچھے ادیب و انشاء پرداز کے یہاں پائی جانی چاہئیں۔

مولوی صاحب کے مزاج میں خود اعتمادی تھی۔ اسی لیے جو فیصلہ کر لیتے، مخالفت اور اصول کی نامساعدت کے باوجود اس پر جمے رہتے۔

(مولوی صاحب کی یہ عادت آج کل نوجوانوں کے لیے ناگپور، اڑیسہ، کانپور وغیرہ مقامات پر اردو کانفرنسوں اور مشاعروں میں ان کے ساتھ شریک ہونے کا موقع ملا، بلکہ یوں کہیے، عزت حاصل ہوئی۔ الہ آباد کے مضافات میں ایک قصبہ ہے وہاں کے مشاعرے میں مولوی صاحب کے ساتھ کانپور سے ریل تک کا سفر بھی مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ مشعلِ راہ ہے)

مولوی عبدالحق کی خدمت میں مجھے حیدرآباد دکن میں سب سے پہلی بار نیاز حاصل ہوا۔ پاکستان بننے سے قبل انجمن ترقی اردو کے ہر مشاعرے میں بابائے اردو مجھے بطورِ خاص مدعو کرتے اور فرماتے تھے:

"بھئی اس ماہر کو دعوت میں ضرور بلاؤ، اس کے بغیر لطف نہیں آتا!"

انجمن ترقی اردو کی طرف سے ایک بار جلسہ عام تھا۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب مشرقی پاکستان کے فضل الرحمٰن وزیر تعلیم تھے۔ اس جلسے میں میں نے یہ شعر پڑھا:

ہر پھول میں رنگت کیسی ہی خوشبو جو نہیں تو کچھ بھی نہیں
اس ملک میں چاہے کچھ ہو مگر اردو جو نہیں تو کچھ بھی نہیں

مولوی صاحب نے اپنے مکان کی لائبریری میں یہ شعر لکھ کر آویزاں کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو زبان و ادب کو بابائے اردو کی کوششوں اور تحریروں نے بہت آگے بڑھایا ہے۔ اردو کو آج جو بھی اہمیت ملی ہے اس کے لیے اردو دنیا کو ان کا احسان ماننا چاہیے کہ ان کی ذات اور زندگی سے اردو کی تاریخ وابستہ ہے۔

اُن کی ذات سے اردو کی تاریخ وابستہ ہے

21 SEPTEMBER, 1981

THE MESSENGER

FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پیغامبر

Scarborough, Ont. Canada M1N 2E5

SOHAIL AKHTAR

Tel. (416) 267-8006

VOL: 5 NO. 18

10 ANNIVERSARY

MULTICULTURALISM CANADA
MULTICULTURALISME CANADA

GROWING TOGETHER





